

ابو طلحہ حقانی

مفتی و مدرس جامعہ حقانیہ

قربانی اور مسائل عید قربان

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على خاتم الانبياء وعلى اله الاتقياء
المنجيا الى يوم الجزاء ما بعد 'ماہ ذی الحجہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عظمتوں والا مہینہ ہے اس ماہ میں
اسلام کے بنیادی رکن حج کی ادائیگی ہوئی اس مہینے میں رب الانبیاء حضرت ابراہیمؑ کی عظیم سنت کی احیاء ہوئی ذی الحجہ
کے مہینے میں خصوصاً پہلے دس دن عظمت والے دن ہیں ان دنوں کو شریعت مقدسہ نے اللہ کی عبادت ذکر و تلاوت کے
لئے خاص کر دیئے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ دسویں دن عید الاضحیٰ کا دن ہوتا ہے۔ جو بہت ہی مسرتوں کا حامل ہے
اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ضیافت کرتا ہے اسی لئے اسی روز روزہ رکھنا گناہ ہے۔
ذی الحجہ کے دس دنوں کی فضیلت:

احادیث مبارکہ میں ذی الحجہ کے اول دس دنوں کی بہت فضیلت وارد ہے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے
روایت ہے کہ قال رسول اللہ ﷺ ما من ايام العمل الصالح فيهن احب الى الله
من هذه الايام العشرة قالوا يا رسول الله ولا الجهاد في سبيل الله قال ولا الجهاد في
سبيل الله الا رجل خرج بنفسه وماله فلم يرجع من ذلك شئ (بخاری)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ذی الحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی ایسا دن نہیں ہے جس میں عبادت کرنا اللہ کو
زیادہ پیار ہو صحابہ کرام نے عرض کیا جہاد سے بھی اے اللہ کے رسول؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جہاد فی سبیل اللہ سے
بھی محبوب نہیں۔ مگر وہ شخص جو اپنی جان و مال لے کر اللہ کی راہ میں نکلے اور پھر واپس نہ آئے۔
اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے ایک اور روایت ہے

قال رسول الله ﷺ ما من ايام اعظم عند الله ولا احب الى الله العمل
فيهن من ايام العشرة فاكثروا فيهن من التمسيح والتهليل والتكبير (الطبرانی)
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ذی الحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی دوسرے ایام عظمت
والے نہیں ہیں اور نہ ان دنوں کی نیکی دوسرے ایام کی نیکی سے زیادہ ہے اس لئے ان دنوں میں اللہ کی تسبیح

تھلیل، تحمید اور تکبیر کثرت سے کر لیا کرو، تسبیح سے مراد سبحان اللہ ہے تھلیل سے مراد لا الہ الا اللہ ہے، تحمید سے مراد الحمد للہ اور تکبیر سے مراد اللہ اکبر ہے۔

جس طرح ان دنوں میں عبادت کرنا افضل ہے اللہ کا ذکر کرنا افضل ہے تو اسی طرح ان دنوں کے روزے رکھنا بھی باعث فضیلت ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات میں ان دنوں کے روزے رکھنے کی بہت زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ ما من ایام احب الی اللہ ان یتعبدلہ فیہا من عشر ذی الحجة یعدل صیام کل یوم منها بصیام سنة و کقیام کل لیلۃ منها قیام لیلۃ القدر (مجمع الزوائد) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی دن ایسا نہیں ہے جس میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں ذی الحجہ کے ان دس دنوں کی عبادت سے زیادہ محبوب ہو۔ ان دس دنوں میں سے ایک دن روزہ کا ثواب ایک سال روزوں کے ثواب کے برابر ہے اور ایک رات کے قیام کا ثواب لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔ ان جملہ روایات سے ان دنوں کی فضیلت بالکل آشکارہ ہو جاتی ہے کہ ان دنوں میں عبادت کرنا زیادہ عظمت اور فضیلت والا ہے۔

ذی الحجہ کی نو تاریخ کا روزہ:

خصوصاً ذی الحجہ کی نو تاریخ (عرفہ) کے دن روزہ رکھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، حضرت قتادہؓ سے روایت ہے قال قال رسول اللہ ﷺ صیام یوم العرفۃ احتسب علی ان یکفر السنۃ التی قبلہ و السنۃ التی بعدہ (مسلم) کہ آنحضرت ﷺ نے عرفہ کے دن روزہ کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ثواب کی نیت کرتے ہوئے اس روزے کو رکھے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے دن سے سال قبل اور اس دن کے سال بعد کے تمام گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اس لئے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ ان فضائل کے حصول کے پیش نظر اس دن کا روزہ رکھنا چاہیے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: اسی طرح ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا ثواب بھی بہت بڑا ہے اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور شروع چاند سے نویں تک برابر روزے رکھے تو بہت ہی بہتر ہے (بہشتی زیور)

عید الاضحیٰ کی رات کی فضیلت

اس مہینے کی اول دس راتوں کی فضیلت اپنی جگہ مسلم ہے مگر دسویں ذی الحجہ کی رات کی فضیلت اپنی خاص نوعیت کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو عید الاضحیٰ کی رات اور عید الفطر کی رات عبادت میں مشغول رہنے کی ترغیب دی ہے کہ وہ اس رات کو عید الاضحیٰ کے روزے رکھے، حضرت ابو املہؓ روایت

کہ جو شخص دونوں عیدین کی راتوں کو ثواب کی نیت سے قیام کرے (یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے) تو اس کا دل اس دن بھی نہیں مرے گا جس دن تمام لوگوں کے قلوب مرجائیں گے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص پانچ راتوں کو زندہ رکھے (ان راتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے) تو اس کے لئے جنت واجب ہے، وہ پانچ راتیں یہ ہیں، لیلة الترویة یعنی آٹھ ذی الحجہ کی رات، عرفۃ کی رات، عید کی رات، عید الفطر کی رات اور پندرہ شعبان کی رات۔

ذوالحجہ کی فضیلت ہمارے سامنے ہے اس مہینے کے دسویں تاریخ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی احیاء ہوتی ہے جو حضرات اس سنت کو زندہ کریں گے ان کو چاہیے کہ پہلے سے ہی اس کے آداب کا لحاظ رکھیں اس سنت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ جو شخص قربانی کرے گا اس کو چاہیے کہ وہ یکم ذی الحجہ سے لے کر دس ذی الحجہ تک اپنے ناخن یا بدن کے کسی بھی حصے کے بال نہ کاٹے۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان لا یدخل العشر واران بعضکم ان یضحی فلا یصر من من شعره ویشره شیئاً (مسلم) کہ جب ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہو جائے تو جو تم میں سے قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ ان دس دنوں میں اپنے بال یا ناخن وغیرہ نہ کاٹے۔ علماء امت نے بھی قربانی کرنے والوں کے لئے اس امر کا خیال رکھنے کو مستحب کہا ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ مستحب عمل پر کاربند رہے اس سے مزید عبادت اور احیاء سنت کی توفیق نصیب ہوگی۔

ذی الحجہ کی نویں دن سے تکبیرات تشریق کہنا ہر نمازی پر واجب ہو جاتے ہیں، کہ وہ ہر فرض نماز کے بعد با واز بلند یہ کلمات کہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ لا اله الا اللہ اور اذان کے بعد تکبیرات کا بارے میں لکھا

ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو اللہ کے حکم سے ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے لئے حضرت جبرائیلؑ جنت سے دنبہ لارہے تھے کہ حضرت اسماعیلؑ کے بدلے ذبح کیا جائے، تو ان کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں آپ جلدی سے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح نہ کریں، چنانچہ آپ نے اس وقت ان کلمات کو اپنی زبان سے ادا کیا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اور حضرت اسماعیلؑ کو جب ان کے بدلے فدیہ آنے کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر واللہ الحمد (رد مختار)

ایام تشریق کو تشریق کہنے کی وجہ:

ذی الحجہ کی نویں، دسویں، گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخ کو ایام تشریق کہا جاتا ہے، اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں (۱) بعض کا کہنا ہے کہ مشرک کہا کرتے تھے، اے شبیر تو سفید ہو جا کہ ہم چلیں، یعنی تو روشن ہو جا اور ہم تیری روشنی میں اپنے راستے پر آتے جائیں، شبیر ایک پہاڑ کا نام ہے جب تک سورج طلوع نہیں ہوتا تھا مشرکین مزدلفہ روانہ ہوا کرتے تھے اسلام کی روشنی پھیلنے پر ان کا یہ قول باطل ہو گیا۔

(۲) بعض کا کہنا ہے کہ لوگ قربانی کے گوشت کے ٹکڑے کر دیتے تھے اور انہیں دھوپ میں سکھاتے تھے، جو گوشت دھوپ میں سکھایا جاتا ہے اسے تشریق اللحم کہتے ہیں۔

(۳) بعض کا کہنا ہے کہ عید کی نماز اور قربانی کے دن کو تشریق کہا جاتا ہے اس لئے کہ عید کی نماز اس وقت ادا کی جاتی ہے جب سورج چمک رہا ہوتا ہے، اور مصلے کو بھی اسی لئے مشرق کہتے ہیں کہ وہ سورج کے نکلنے کا انتظار کرتا ہے، اسی لئے عید کو تشریق کہا گیا ہے، پھر جو دن اس کے تابع ہیں ان کو بھی یہی نام دیا گیا (مسائل عید و قربانی)

تکبیرات تشریق:

نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک شہری مقیم کو ہر نماز پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے، اگر زیادہ بار کہے تو افضل ہے اسے تکبیرات تشریق کہتے ہیں جو یہ ہے:

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد۔

یہ رائے امام ابو حنیفہؒ کی ہے صاحبین فرماتے ہیں کہ تکبیرات تشریق کے لئے کوئی شرط نہیں، یہ تکبیرات ہر نماز پڑھنے والے پر لازمی ہے، چاہے وہ مقیم ہو یا مسافر، مرد ہو یا عورت۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو یا انفراداً نماز پڑھ رہا ہو، بہت سارے فقہانے اسی کو مفتی بہ قرار دیا ہے، اس لئے مسلمانان عالم اسی پر عمل کریں۔

عید کی نماز کے بعد تکبیرات کا حکم:

☆ عید الاضحیٰ نماز کے بعد تکبیرات تشریق پڑھنا علماء احناف کے ہاں مختلف فیہ ہے بعض فقہاء کے نزدیک پڑھنا واجب ہے اور بعض کے نزدیک نہیں، © rasailojaraid.com

مسلمانوں کا اسی پر تعامل چلا آ رہا ہے اور ان کی اتباع واجب ہے (شامی ۷۲)

☆ ایام تشریق میں فوت شدہ نماز جو اسی سال کے ایام تشریق میں قضاء ہو جائے تو اس کی بعد بھی تکبیر تشریق کہنا واجب ہے (بہشتی زیور)

☆ اگر کسی سے نماز کے بعد تکبیرات تشریق بھول جائیں اور مسجد سے باہر چلا جائے تو اس شخص سے تکبیرات ساقط ہو جائیں گی البتہ اگر اپنی جگہ پر موجود ہو تو تاخیر کے باوجود بھی یاد آنے کی صورت میں پڑھنا ضروری ہے۔

☆ اگر ایام تشریق میں دوسرے ایام کی قضاء نمازیں ادا کی جائیں تو اسکے بعد تکبیرات تشریق نہیں پڑھی جائیں گی

☆ اگر امام صاحب سے نماز کے بعد تکبیرات بھول جائیں تو مقتدیوں کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں اور امام کا انتظار نہ کریں۔ اگر کسی سے تکبیرات تشریق چھوٹ جائیں تو پھر اس کی قضاء نہیں البتہ توبہ کرنے سے ترک واجب کا گناہ معاف ہو جائے گا۔

عید کی سنتیں:

جامت بخوانا، غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے سے اچھا لباس پہننا (جو میسر ہو) سرمہ لگانا، میسر ہو تو خوشبو لگانا، صبح کو بہت سویرے اٹھنا، عید گاہ کو سویرے جانا، عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا، عید کی نماز کے لئے جس راستے سے گیا اس کے علاوہ دوسرے راستے سے واپس آنا، عید گاہ کو پیادہ جانا، عید میں نماز عین: سے پہلے کچھ نہ کھانا چاہیے بلکہ افضل یہ ہے کہ واپس آ کر قربانی کرے اور اس کا گوشت کھائے، عید میں عید گاہ جاتے ہوئے بلند آواز سے یہ تکبیرات پڑھے

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد۔ عید گاہ میں وقت سے پہلے جانا اور شروع صفوں میں بیٹھنے کی کوشش کرنا، واپسی پر عید گاہ سے جس راستے سے گیا تھا اس کی بجائے دوسرے راستے سے آنا بھی سنت ہے۔

نماز عید کی نیت اور نماز کا طریقہ:

دو رکعت نماز عید الاضحیٰ مع چھ تکبیرات واجب کے، بندگی اللہ تعالیٰ کی، منہ طرف قبلہ شریف کے، پیچھے اس حاضر امام کے۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھنے سے پہلے امام صاحب تین بار اللہ اکبر کہیں گے، مقتدی بھی اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں، پہلی دو بار تکبیر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں، اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں، اور حسب معمول امام صاحب کے ساتھ رکعت پوری کریں، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور قرأت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے تین بار تکبیرات کہیں گے، مقتدی حسب سابق اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں، چوتھی بار اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں۔ مستحب یہ ہے کہ امام عید کی نماز کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ الخ پڑھے۔

جان اللہ کہنے کی مقدار وقفہ کرے۔

خطبہ: نماز عید کے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے جس کا سننا واجب ہے کچھ لوگ خطبہ ختم ہونے سے پہلے عید گاہ سے چلے جاتے ہیں خواہ خطیب کی آواز سنائی دے یا نہ دے خطبہ ختم ہونے تک اپنی جگہ نہ چھوڑے۔ عید الاضحیٰ کے خطبہ میں امام صاحب قربانی اور ایام تشریق کے مسائل بیان کرے تاکہ لوگ ان مسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔ یہاں چونکہ عربی زبان کوئی نہیں سمجھتا اس لئے عید کی نماز سے پہلے جو تقریر کی جاتی ہے اس میں بھی ان احکام و مسائل کا بیان کرنا ضروری ہے۔

عیدین کے خطبوں کا طریقہ:

عید کا پہلا خطبہ یوں دیا جائے کہ اولاً مسلسل نو مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر خطبہ دے اور دوسرے خطبہ میں رات، مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر خطبہ دیں، ایسا کرنا مسنون طریقہ ہے حضرات علماء کرام نے لکھا ہے کہ منبر سے اترنے سے قبل چودہ مرتبہ اللہ اکبر کہے۔

اسی طرح جب امام خطبہ کے لئے منبر پر چڑھتا ہو تو چڑھ کر خطبہ شروع کرے، بیٹھے نہیں اس لئے کہ منبر پر بیٹھنا اذان کے اختتام کے لئے ہوتا ہے اور عیدین کے خطبوں میں اذان نہیں ہے۔ (در مختار)

قربانی اور قرآن:

قربانی اسلام کی بہم بالشان عبادت ہے اس کا اندازہ اسی سے لگتا ہے کہ قرآن مجید میں کئی مرتبہ (آٹھ) سورتوں میں) خداوند کریم نے قربانی اور متعلقات قربانی، اسکی اہمیت اور حکمت و فلسفہ مختلف امتوں میں اس شکل و صورت پر روشنی ڈالی ہے اور امت مسلمہ ملت ابراہیمیہ کیلئے اسے دینی شعار اور امتیازی نشان قرار دیا ہے ارشاد خداوندی

ہے: وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مِنْكُمْ لِبَاسًا لِّذِكْرِهِمْ وَأَسْمَاءَ لِلَّهِ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ حَافِظِينَ وَفِئَةً مِّنْ بَيْنِهِمْ (سورۃ الحج ۳۳)

ترجمہ: اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ اللہ کے دیئے گئے مویثیوں پر اس کا نام بلند کریں۔“

جیسا کہ خود آیت کریمہ سے واضح ہے، یہاں نمک سے مراد ذبح کرنا (قربانی دینا) ہے، تحقیقین اور تمام اکابر مفسرین نے اس کی تصریح کی ہے۔ (قرطبی مراہ المللو وفتح القدر للشوکانی وغیرہ)

قربانی کی حکمت اور فوائد کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لِحُومَهَا وَلَا دِمَآءُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ النُّفُوسُ وَمِنْكُمْ (سورۃ الحج آیت ۳۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانی کا گوشت پوست اور خون نہیں پہنچتا مگر اس کے ہاں تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

سورۃ الکھثر میں واضح اور قطعی حکم ہے۔ فصل لربک والحر (سورۃ الکھثر ۲) ”پس اپنے رب کیلئے نماز پڑھو

اور قربانی کرو“ اسی طرح دوسری آیات میں بھی ارشاد ہوا ہے۔

ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین (الایۃ)
ترجمہ: بیشک میری نماز، قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔

قربانی اور حدیث:

(۱) عن ابن عمر قال اقام رسول الله ﷺ بالمدينة عشر سنين يضحي. (جامع الترمذی ج ۱ ص ۲۷۷ ابواب الاضاحی) ترجمہ: حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دس برس تک مدینہ منورہ میں رہے اور برابر قربانی کرتے رہے۔

(۲) عن عبد الله بن عمر ان رسول الله ﷺ كان يذبح او ينحر بالمصلى حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ عید قربان کے دن حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ میں اونٹ یا کسی دوسرے جانور کی قربانی کرتے (مسند احمد و نسائی)

(۳) عن انس قال ضحى النبي ﷺ ببكشين املحين اقرنين ذبحهما بيده حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور اقدس ﷺ نے مدینہ منورہ میں گندم گوں، بک کے، مینڈھے قربان کئے۔ (بخاری نیز کتاب اختلاف الحدیث للشافعی علی الام ج ۷ ص ۲۸)

(۴) بخاری شریف میں ہے ضحی رسول الله ﷺ عن ازواجه بالبقر اه کہ رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

(۵) حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر صاحب وسعت پر سال بھر میں ایک قربانی واجب ہے۔ (ابن ماجہ ص ۲۳۳)

(۶) حضور ﷺ نے فرمایا کہ من كان له سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا جس شخص نے استطاعت کے باوجود قربانی نہ دی وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔

(۷) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ عظمیٰ ہیں کہ عید قربان کے دن ابن آدم کا کوئی عمل قربانی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں، قیامت کے دن قربانی کے جانور کے سینگ بال، سُم تک اعمال حسنة کو بھاری کر دیں گے۔ اسکے خون کے قطرے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتے ہیں تو طیب نفس (دل کی خوشی) سے قربانی کرتے رہو (ترمذی ابن ماجہ)

(۸) حضور ﷺ نے فرمایا اس کے ہر بال کے بدلے تمہارے لئے نیکی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

(۹) حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ قربانی سے زیادہ افضل کوئی دوسرا عمل نہیں ہے الا یہ کہ رشتہ داری کا پاس کیا جائے۔ (طبرانی)

(۱۰) زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا قربانی

تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے، صحابی نے پوچھا ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک مال کے عوض ایک نیکی ہے، اون کے متعلق فرمایا اس کے ایک مال کے عوض بھی ایک نیکی ہے (مشکوٰۃ، ص ۱۲۲۹) سبحان اللہ! کیا ٹھکانہ ہے رحمت خداوندی کا کہ اتنی بڑی دولت میسر ہو اور پھر بھی مسلمان کو تباہی کرے، مومن کی شان تو یہ ہے کہ قربانی اگر اس پر واجب نہ بھی ہو تو تب بھی ثواب اور نیکیوں کا یہ خزانہ ہاتھ سے نہ جانے دے۔

قربانی کس پر واجب ہے:

زکوٰۃ کی طرح قربانی کے لئے نصاب مقرر ہے، اگر کوئی شخص اس نصاب کا مالک بنے اس پر قربانی واجب ہے اور جس کے پاس اتنا نصاب نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں ہے، البتہ زکوٰۃ اور اس میں فرق صرف اتنا ہے کہ زکوٰۃ کے مال پر سال کا گزرنا ضروری ہے، سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی اور سال سے قبل مال ہلاک ہو جائے تو اس شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں رہے گی مگر قربانی کے وجوب کے لئے نصاب پر سال گزرنا ضروری نہیں ہے، اگر کوئی شخص دس ذی الحجہ کی رات کو مالک نصاب ہو جائے تو دسویں ذی الحجہ کے دن اس پر قربانی واجب ہے، وجوب قربانی کے لئے ضروری ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونایا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر نقدی یا ضرورت سے زائد سامان ہو، اگرچہ عام طور پر حضرات علماء کرام ساڑھے باون تولہ چاندی کو نقدی کے لئے معیار نصاب کا فتویٰ دیتے ہیں، لیکن موجودہ حالات اور تقاضوں کی وجہ سے سونے کے نصاب کو معیار مقرر کرنا زیادہ مناسب ہے، اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے احقر کا مضمون عصر حاضر میں شمن عرفی کے لئے معیار نصاب سونا ہے یا چاندی، جو ماہنامہ الحق میں شائع ہو چکا ہے، دور حاضر کے عرب علماء نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

✽ جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اسکی قربانی واجب ہوگی (شامی)

✽ اگر کسی شخص کے پاس دو گائیاں ہیں، ایک گاڑی اس کے استعمال کے لئے ہے اور دوسری زائد ہے تو شرعاً اس پر قربانی واجب ہے۔

✽ اسی طرح ایک آدمی کے دو گھریا دو پلاٹ ہیں ایک مکان میں وہ رہتا ہے اور دوسرا ضرورت سے زائد ہے اگر اس مکان کی مالیت نصاب کو پہنچتی ہو تو اس شخص پر قربانی واجب ہے۔

✽ کسی عورت کا مہر مغل یا جہیز کے زیورات کی قیمت نصاب کے برابر ہو تو اس عورت پر بھی قربانی واجب ہے۔

✽ اگر کسی زمیندار کے پاس بل جو تنے والے نیل اور دودھ دینے والی گائے یا بھینس کے علاوہ جانور ہو اور ان جانوروں کی مالیت نصاب کے برابر ہو تو اس زمیندار پر بھی قربانی واجب ہے۔

✽ اگر کسی نے قربانی کرنے کی منت مانی تو اس شخص پر قربانی واجب ہے۔

✽ اس طرح اگر کسی www.rasailojaraid.com کے لئے قربانی کریں تو مرنے کے

بعد اگر اسکے ترکہ کے تہائی سے قربانی ممکن ہو تو پھر اس کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔

قربانی کا دن:

قربانی کی ادائیگی صرف تین دنوں کے ساتھ مخصوص ہے یعنی 10 ذی الحجہ 11 ذی الحجہ اور 12 ذی الحجہ ان دنوں کے علاوہ دوسرے دنوں میں قربانی ادا نہ ہوگی۔ البتہ ان تین دنوں میں پہلے دن قربانی کرنا بہتر ہے۔ گاؤں والوں کے لئے دسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد بھی قربانی کرنا جائز ہے۔

قربانی کے بدلے صدقہ و خیرات کا حکم:

اب اگر کسی صاحب استطاعت شخص سے کسی غفلت یا کسی عذر کی بناء پر قربانی ذبح کرنا رہ جائے، یعنی وہ ان دنوں بناء بر عذر شرعی قربانی نہ کر سکے ان دنوں کے بعد قربانی کی قیمت فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے یاد رہے قربانی کے مخصوص تینوں ایام میں قیمت صدقہ کرنے سے قربانی ادا نہ ہوگی، بلکہ ان دنوں جانور ہی ذبح کرنا ہوگا۔

آداب قربانی:

☆ قربانی ایک عظیم عبادت ہے اس کو خوب دل لگی سے ادا کرنا چاہیے، بہتر یہ ہے کہ قربانی کا جانور عید سے چند روز قبل خرید اجائے اور عید تک اس جانوروں کو خوب پالا جائے۔

☆ قربانی سے قبل چھری کو خوب تیز کر دیا جائے۔ اسی طرح ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔ اسی طرح جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کی کھال جلدی نہ اتاری جائے، حتیٰ کہ وہ جانور خوب ٹھنڈا ہو جائے۔

☆ قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھوں ذبح کرنا افضل ہے، اگر خود ذبح نہیں کر سکتا یا ذبح کرنا جانتا نہیں تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے مگر ذبح کرتے وقت خود حاضر ہنا زیادہ بہتر ہے۔

☆ قربانی کے جانوروں میں گائے، بھینس، اور بکری، بھیڑ کو ذبح کرنا مستحب ہے اور اونٹ میں نحر افضل ہے البتہ اونٹ کو بھی ذبح کیا جائے تو ایسا کرنا بھی جائز ہے۔

☆ گائے، بھینس اور اونٹ میں صرف سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اس سے اگر ایک بھی زیادہ ہو جائے تو قربانی کسی کی بھی نہ ہوگی۔

☆ اگر بالفرض آٹھ، نو آدمی مشترکہ طور پر دو یا تین گائے خریدے اور مشترکہ طور پر ذبح کریں یہ قربانی بھی شرعاً جائز نہیں ہے اسلئے کہ ان جانوروں میں ہر ایک کے اندر یہ آٹھ یا نو آدمی شریک ہیں البتہ اگر آٹھ آدمی مشترکہ طور پر آٹھ بکرے خریدے۔ اور قربانی کرے تو استحساناً ان تمام کی قربانی جائز ہے۔ (بدائع)

☆ قربانی کرتے وقت زبان سے نیت کہنا یا دعا پڑھنا ضروری نہیں اگر صرف دل میں خیال لائے کہ میں قربانی کرتا ہوں اور بسم اللہ اکبر کہہ کر جانور کو ذبح کرے تو قربانی درست ہوگی البتہ زبان سے دعا پڑھنا اور نیت کرنا بہتر ہے۔

☆ قربانی کی رسی وغیرہ کو خیرات کر دے تو بہتر ہے تاہم اگر اکسین بعینہ اپنے استعمال میں لانا چاہے تو لا سکتے ہیں
☆ اگر کسی پر قربانی کئی سالوں سے واجب تھی مگر اس نے استطاعت کے باوجود قربانی نہیں کی تو اس کیلئے لازمی ہے کہ اپنے اس عمل پر استغفار کرے اور جتنے سال اس نے قربانی نہیں کی ہے اس قدر قربانی کی قیمت صدقہ کرے

☆ اگر قربانی سے دودھ یا اون وغیرہ اتار گیا ہو اس کو صدقہ کر کے یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔

☆ قربانی کا گوشت کافر کو بھی دیا جاسکتا ہے۔

☆ اگر کسی جانور میں چند آدمی شریک ہیں اور وہ قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنا نہیں چاہتے بلکہ وہاں کے فقراء کو دینا چاہتے ہیں تو دے سکتے ہیں، تقسیم کرنا ضروری نہیں۔

☆ ایک شخص پر قربانی واجب تھی اور اس نے قربانی کے لئے جانور بھی خرید اذبح کرنے سے قبل وہ جانور گم ہو گیا یا چوری ہو گیا یا مر گیا تو اس شخص پر دوسرا جانور خرید لینا واجب ہے۔ اب اگر وہ جانور بھی مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس جانور کی بھی قربانی کی جائے۔

☆ اور جس پر قربانی واجب نہ ہو اور اس نے نفلی قربانی کے لئے جانور خریدا اور وہ قربانی سے پہلے گم ہو گیا یا چوری ہو گیا یا مر گیا تو اس شخص پر دوسرا جانور خریدنا واجب نہیں البتہ وہ جانور ایام قربانی سے پہلے ملا تو اس کو ذبح کرے اور اگر ایام قربانی کے بعد ملے اس جانور کو یا اس کی قیمت کو صدقہ کر دے۔ لیکن اگر اس نے قربانی کے لئے دوسرا جانور خریدا اور قربانی سے قبل پہلا گم شدہ جانور بھی ملا تو اب دونوں کا ذبح کرنا ضروری ہے اس لئے کہ جب کوئی غریب آدمی قربانی کی نیت سے جانور خریدے تو وہ نذر کے حکم میں ہو جاتا ہے جس کا پورا کرنا واجب ہے۔

☆ قربانی کے جانور کو ذبح کے لئے جس طرح بھی لٹایا جائے درست ہے البتہ مستحب یہ ہے کہ قربانی لے جانور کو قبلہ رخ لٹایا جائے۔

☆ جانور کو دائیں ہاتھ سے ذبح کرے اگر بلا عذر بائیں ہاتھ سے ذبح کیا قربانی تو جائز ہے البتہ خلاف سنت ہے
قربانی کے متفرق مسائل:

جو بیٹا باپ کے ساتھ کاروبار میں لگا ہوا اور کاروبار میں اس کا اپنا حصہ نہ ہو اور اس کے علاوہ بھی بیٹے کی ملکیت میں اتنا سرمایہ نہ ہو جو نصاب کو پہنچتا ہو تو بیٹے پر قربانی واجب نہیں البتہ اگر باپ مالدار ہو تو باپ قربانی کرے گا۔

✽ اگر کسی کی بیوی یا بالغ اولاد کے پاس اتنا سرمایہ موجود ہو جو نصاب تک پہنچتا ہو اور باپ کی ملکیت میں نصاب کے برابر کچھ نہ ہو تو بیوی اور بالغ اولاد پر قربانی واجب باپ پر نہیں۔

✽ اگر عورت کا مہر نصاب کے برابر ہو مگر شوہر نے ابھی تک ادا نہ کیا ہو اور شوہر فقیر ہو تو عورت پر قربانی واجب نہیں

✽ اگر کسی کے پاس ۱۰ ذی الحجہ کو نصاب کے برابر مال نہ تھا مگر اچانک ۱۲ ذی الحجہ کو مالدار ہو تو اس شخص پر

قربانی واجب ہے اگرچہ وہ ۱۲ ذی الحجہ کے سورج ڈوبنے سے قبل مالدار ہو یا ہو۔

اگر کوئی مالدار شخص ۱۰ ذی الحجہ سے پہلے پہلے سفر پر روانہ ہوا اور قربانی کے دن سفر ہی میں رہا تو اس شخص پر قربانی واجب نہیں ہے۔

قربانی کے حصہ میں کسی دوسرے آدمی کو شریک نہیں کیا جاسکتا البتہ ثواب میں دوسرے مسلمانوں کو شریک کیا جاسکتا ہے احادیث کی کتابوں میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح فرمایا اور اس کے ثواب میں پوری امت کو شریک فرمایا۔

شرائط وجوب قربانی: قربانی واجب ہونے کی شرائط یہ ہیں:

(۱) اسلام (غیر مسلم پر واجب نہیں) (۲) اقامت (مسافر پر واجب نہیں)

(۳) حریت یعنی آزاد ہونا۔ (غلام پر واجب نہیں) اس کے لئے مرد ہونا شرط نہیں عورتوں پر بھی واجب ہے نابالغ پر نہ خود واجب ہے نہ اس کی طرف سے اس کے ولی پر واجب ہے، لیکن صاحب بدائع علامہ کامانی اور علامہ شامی نے عقل اور بلوغ کو شرائط وجوب قربانی میں شامل نہیں کیا ہے لکھتے ہیں کہ واما البلوغ والعقل فیسما من

شرائط الوجوب فی قوله ابی حنیفہ و ابی یوسف حتی تحب الاضحیۃ فی مال الصبی والمجنون ان كانا موسرین (بدائع الصنائع ۶۳/۵) صاحب ہدایۃ علامہ مرغینانی نے اس کو صحیح کہا ہے کہ مالدار بچے کا ولی اس کے مال سے اس کے لئے قربانی کرے گا، علامہ ہکیمی نے لکھا ہے:

ویضحی عن ولده الصغير من ماله صحبه فی الهدایۃ قال ابن عابدین تحت قوله حیث قال والاصح ان یضحی من ماله (رد المحتار ۶/۳۱۶)

(۴) تونگری یعنی جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو اس پر عید کے دن صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے چاہے وہ مال تجارت ہو یا نہ ہو اور چاہے اس پر پورا سال گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو۔ (بہشتی زیور)

قربانی کے جانور:

اونٹ، بکری کی تمام انواع (زماۃ، خسی، غیر خسی) کی قربانی ہو سکتی ہے، بھینس گائے میں شمار ہے اور بھیڑ یا دنبہ بکری میں گائے، بھینس، اونٹ، ان سب میں سات آدمی بھی شریک کر سکتے ہیں جبکہ کسی کا ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔ اگر کسی گائے یا اونٹ میں سات یا اس سے کم آدمی شریک ہوئے تو سب کی قربانی درست ہے اور اگر آٹھ یا زیادہ ہوئے تو سب کی قربانی نہ ہوگی۔

جانور کی عمر:

اونٹ پانچ سال کا، گائے بھینس دو سال تک، بکری یا دنبہ ایک سال تک، بھینس سے کم عمر کی قربانی جائز نہیں ہاں اگر دنبہ یا

بھیڑا تا موتا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو چھ مہینے کی عمر والے کی بھی قربانی درست ہے۔
کون سے جانور کی قربانی جائز نہیں:

کانے اور اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ اگر ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا یا دم تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گئی (یہ پیدائشی نہ ہوں) تو قربانی درست نہیں، اتنا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو یا ایسا انگڑا جو تین پاؤں سے چل سکتا ہے، چوتھا پاؤں رکھ نہیں سکتا، یا اس سے چل نہیں سکتا، اس کی قربانی درست نہیں، جس کے سارے یا آدھے سے زیادہ دانت نہ ہوں اس کی قربانی بھی جائز نہیں، جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں یا ٹوٹ گئے ہوں، مگر جڑیں سالم نہ ہوں یا خسی ہو اس کی قربانی درست ہے۔

خشتی جانور جس میں نرمادہ دونوں کی علاقشیں ہوں اور جلالہ جو صرف غلیظ چیزیں کھاتا ہو یا جس کی ٹانگ کٹی ہو اس کی قربانی جائز نہیں، اور اگر جانور خریدنے کے بعد ایسا کوئی عیب پیدا ہو تو اس کے بدلے میں دوسرا جانور خریدے، ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہ ہو تو اس کے واسطے درست ہے کہ وہی قربانی کر دے۔
قربانی کے اوقات:

(۱) قربانی ہوتی ہے یعنی ۱۰ ذی الحجہ کی طلوع صبح صادق سے بارہویں غروب آفتاب تک ہے پہلے دن ۱۰ ذی الحجہ سب سے انصل ہے پھر ۱۱ ذی الحجہ پھر ۱۲ ذی الحجہ کا درجہ ہے۔

(۲) بقر عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں، ہاں دیہات یا قصبوں والے جہاں نماز عید نہ ہوتی ہو نماز فجر کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔

(۳) رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں، شاید اندھیرے میں کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہ ہو۔

(۴) اگر بارہویں کے غروب آفتاب سے پہلے قیم ہو یا تو نگر ہو تو قربانی کرنا واجب ہے۔

(۵) قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا اولیٰ ہے، ورنہ کسی اور سے بھی کرانا جائز ہے۔

(۶) قربانی کے جانور کو قبلہ رخ لٹا کر پہلے یہ دعا پڑھے: اِنِّیْ وَجْهْتُ وَجْهَیْ لِذٰلِکَ

فَطَرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اِنِّ صَلَوٰتِیْ وَنُسُکِیْ وَ
 مَحِیَّایْ وَمَمَانِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لا شَرِکَ لَہٗ، وَبِذٰلِکَ اُمرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ
 الْمُسْلِمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلِکَ۔ پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْہٖ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَخَلِیْکَ اِبْرٰہِیْمَ عَلَیْہِمُ السَّلَام۔

(۷) زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں، دل کا ارادہ بھی کافی ہے۔

(۸) جب قربانی کو ذبح کیا جائے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْہٖ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ

محمد و خلیف ابراہیم علیہم السلام۔ اس لئے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک سیاہ رنگ کا سینگوں والا مینڈھا زخ کیا اور پھر یہ دعا فرمائی بسم اللہ اللہم تقبل من محمد و آل محمد و من اہل محمد (مکتوۃ)

(۹) اگر قربانی واجب ہو اور قربانی کے دن بغیر قربانی کے گزر جائیں تو بعد میں بھیڑ یا بکری کی قیمت دے دی جائے اور اگر جانور خرید لیا گیا ہو تو بعینہ وہی خیرات کر دیا جائے۔

گوشت اور کھال کا حکم:

(۱) قربانی دینے والا قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے خویش و اقارب، غنی و فقراء سب کو دے سکتا ہے بہتر یہ ہے کہ کم از کم تہائی حصہ خیرات کر دے اس سے کمی نہ کرے۔

(۲) اگر سات آدمی قربانی میں شریک ہوں تو گوشت اندازے سے نہ بانٹیں بلکہ صحیح تول کر تقسیم کریں ورنہ گناہ ہوگا

(۳) قربانی کی کھال یا اس کی قیمت خیرات کر دیں اور ان لوگوں کو دیں جو زکوٰۃ و صدقہ فطر کے مستحق ہیں قیمت میں جو پیسے ملیں وہی خیرات کر دیں اگر تبدیلی کر کے دیئے تو بری بات ہے مگر ادا ہو جائیں گے۔

(۴) کھال کو اپنے کام میں بھی لاسکتا ہے مثلاً اس سے رسی بنوائی یا چھلنی یا ڈول یا جائے نماز بنوائی۔ (بہشتی زیور)

(۵) گوشت یا چربی یا چمڑا قصائی یا کسی اور کو خواہ یا مزدوری میں دینے کا حکم نہیں۔

(۶) قربانی کی رسی جھول وغیرہ بھی خیرات کرنی چاہیے۔

(۷) اگر اپنی خوشی سے کسی مردہ کو ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کی جائے تو اس قربانی کے گوشت میں سے کھانا یا کھانا اور باٹنا سب درست ہے جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔ (بہشتی زیور)

کھال کے متعلق احکام:

قربانی کی کھال کو خدمت کے عوض دینا جائز نہیں ہے اس لئے قصائی، مسجد کے موذن، امام اور مسجد کے خادم کو حق الخدمت کے عوض اگر قربانی کی کھال دی جائے تو ایسا کرنا درست نہیں ہے۔

مدارس اسلامیہ کے غریب اور نادار طلباء ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور احیاء دین کی خدمت بھی اسلئے مسلمانوں کو چاہیے کہ قربانی کی کھالیں مدارس اسلامیہ کے غریب طلباء کو دیں

قربانی کی کھال کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو اپنے مصرف میں لانا جائز نہیں بلکہ اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہے بلکہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ بدون نیت صدقہ قربانی کی کھال کو فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

قربانی کے لئے ضروری ہے کہ تمام شرکاء کی نیت قرب الہی کی ہو اگرچہ یہ نیت مختلف قربات کی ہو لہذا متفہمین اور واجبین تمام کا ایک ہی جالور میں شریک ہونا درست ہے اور تمام کی قربانی جائز ہے البتہ اگر شرکاء میں کسی ایک کی نیت

قرب الہی کی نہ ہو تو سب کی قربانی درست نہیں ہے۔

نذر کیا ہوا قربانی کا گوشت ناذر نہ تو خود کھا سکتا ہے اور اغنیاء کو کھلا سکتا ہے بلکہ اس تمام گوشت کو فقراء میں تقسیم کرنا واجب ہے البتہ نقلی قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے۔

کھال:

قربانی کی کھال کو بعینہ رفاه عامہ کے کاموں میں صرف کرنا جائز ہے البتہ اگر اس کو فروخت کیا جائے تو اس کی قیمت تمیل کا دینا فقراء مساکین کو ضروری ہے کھال یا گوشت کی قیمت رفاه عامہ کے کاموں میں صرف نہیں کی جائے گی۔ اسی طرح قربانی کی کھال کو سیاسی پارٹیوں کو دینا بھی درست نہیں ہے۔

اغلاط العوام:

۱۰ ذی الحجہ کے بعد ۱۲ ذی الحجہ تک رات کے وقت قربانی کرنا درست ہے مگر بہتر نہیں (شامی)

☆ عوام الناس میں ایک غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ جس چھری میں لکڑی کا دستہ نہ ہو اس چھری سے جانور مردار ہو جاتا ہے شریعت مقدسہ میں اسکی کوئی حقیقت نہیں ہے چھری جس دھات کی بنی ہو اس سے جانور کو ذبح کرنا جائز ہے۔

☆ اسی طرح عوام الناس میں یہ بات بھی کافی حد تک شہرت پا چکی ہے کہ عورت ذبح نہیں کر سکتی اگر وہ ذبح کرے تو جانور مردار ہو جاتا ہے۔ یہ بات بے اصل ہے عورت اگر ذبح کرنا جانتی ہو تو جانور کو ذبح کر سکتی ہے اور اپنی قربانی کو تو خود ہی ذبح کرے۔

☆ بعض عوام کہتے ہیں کہ بقر عید کے قربانی ہونے تک روزہ سے رہے یہ محض بے اصل ہے البتہ قربانی سے اول کھانا نہ کھانا مستحب ہے لیکن وہ روزہ نہیں نہ تو یہ فرض ہے نہ روزہ کا ثواب ہے نہ روزہ کی نیت ہے۔

☆ بعض لوگ خضی جانور کی قربانی کو درست نہیں سمجھتے سو یہ غلط ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے بذات خود خضی جانور کی قربانی کی ہے۔ اس لئے خضی جانور کی قربانی زیادہ فضیلت کی حامل ہے۔

☆ بعض لوگوں سے سنا گیا ہے کہ جو شخص قربانی کا حصہ لے اس کو ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے گوشت کھانا بند کر دینا چاہیے شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہ بے اصل ہے۔

☆ اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ بعض لوگ یکم ذی الحجہ سے قربانی تک بیوی سے ملاپ کو شرماع اور گناہ سمجھتے ہیں یہ بھی غلط ہے شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

☆ بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ ذابح کی اعانت کرنے والوں مثلاً جانور کے ہاتھ پیر اور منہ پکڑنے والوں پر بھی بسم اللہ اکبر پڑھ لینا واجب ہے شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں البتہ جو شخص ذابح کے ساتھ چھری چلانے میں شریک ہو